بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ ۱۶۸/

علم اسلام سے اور جہالت جاہلیت سے جڑی ہے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

حضرات! پڑھے لکھے لوگوں نے دو لفظ سنے ہوں گے ایک اسلام اور دوسرے جاہلیت، یہ قرآنی اصطلاحات ہیں اور کثرت سے یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں، لیکن جاہلیت کا لفظ جب بولا جاتا ہے تو ذہن عہدِ رسالت کے قبل کے زمانہ کی طرف منتقل ہوتا ہے، رسالت سے قبل ساری دنیا میں جہالت پھیلی ہوئی تھی لوگ خدا کو بھول گئے تھے اور زندگی کے مقصد کو بالکل فراموش کر چکے تھے اور انسانیت کے منصب اور خدا سے اس کا جو تعلق ہونا چاہیئے تھا اس کو بھول گئے تھے عام طور سے لوگ اس کو ایک تاریخی عہد سمجھتے ہیں اور اسلام کے پہلے کے زمانے کو عہدِ جاہلیت کہتے ہیں اس کے بعد کا دور اسلامی کہلاتا ہے۔

اسلام کے معنی اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دینا ہے اپنی تمام چیزوں، اپنی خواہشات، اپنے ماضی اپنے فوائد، اپنے اغراض، اور اپنے ان

ہدیہ بطور صدقہ جاریہ پچاس پیسہ

مقدسات سے جو اس کے دل و دماغ پر حاوی ہیں ان کے قابو سے نکل جانا اور ان سے دست بردار ہو جانا ہے جسے انگریزی میں SURRENDER کرنا کہتے ہیں، اللہ و رسول کے احکام پر چلنا یعنی خدا چاہی زندگی گذارنا اسلام ہے اور جاہلیت کے معنی ہیں من مانی زندگی گذارنا جو دل میں آئے وہ کرنا، جیسا ہو رہا ہے ویسا کرنا، جو لوگ چاہتے ہیں اس کے مطابق کرنا، جس میں آدمی فائدہ دیکھے وہ کرنا، جس میں شہرت ملے، عزت ملے نام و نمود ملے وہ کرنا، جو جی میں آئے وہ کرنا، جس میں مزہ آئے اور جس میں فائدہ معلوم ہو، جس میں چرچا ہو، تذکرہ ہو، لوگ تعریفیں کریں جس میں لذت ملے اور عزت ملے وہ کرنا، لیکن جاہلیت کے متعلق آپ کے ذہن میں ایک بات یاد رہنا چاہیئے کہ جاہلیت جہالت کے لفظ سے ہے، اور جہالت جاہلیت پیدا کر دیتی ہے، اسلام قبول کرنے کے بعد، مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے کے بعد، اپنے کو مسلمان کہلانے کے بعد اگر آدمی، نے دین کی ضروری اور بنیادی معلومات حاصل نہیں کیں، قرآن مجید کا مطالعہ نہیں کیا، ترجمہ کے ذریعہ، عالموں کے ذریعہ، دینی کتابوں کے ذریعہ اس کو اللہ و رسول کا منشا نہیں معلوم ہوا اور اس نے اس کی کچھ پرواہ نہیں کی تو وہ جاہلیت پھر آجائے گی، یعنی وہ جاہلیت جو گذر گئی اس کے متعلق ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ واپس نہیں آسکتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے، بار بار فرمایا، "أَجَاهِلِيَّةٌ بَعْدَ الإِسْلَامِ" کیا اسلام کے بعد جاہلیت چاہتے ہو؟ اور ایک صحابیؓ جن سے ایسی ہی غلطی ہو گئی تھی، ان

کے متعلق آپؐ نے فرمایا: "إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ" (تم ایسے آدمی ہو جس کے اندر جاہلیّت کی بو باقی ہے)، تو معلوم ہوا کہ جاہلیّت کوئی گذرا ہوا زمانہ نہیں ہے جو گذرے ہوئے وقت کی طرح واپس نہ آسکتی ہو بلکہ جاہلیّت ایک طرزِ زندگی کا نام ہے اور اس طرز زندگی کو بنیادی طور سے جو چیز جاہلیّت بناتی ہے وہ جہالت ہے تو اسلام کا جہالت کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں ہے، اسلام کے لئے ضروری ہے کہ بنیادی معلومات حاصل ہوں، اور آدمی کو معلوم ہو کہ کیا چیز اللہ تعالےٰ کو پسند ہے اور کیا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے کیا چیز اللہ و رسول کے منشا کے مطابق ہے کیا چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ ہے، کیا چیز مسلمان، ایمان، اور عقیدہ کیمطابق ہے اور کیا چیز مطابق نہیں ہے۔ تو اس کا علم حاصل کرنا اپنے لئے بھی اپنے بچوں کے لئے بھی، آئندہ نسلوں کے لئے بھی اور اس کا انتظام کرنا ضروری ہے، اگر ہم قرآن مجید کی زبان سمجھنے اور اللہ تعالےٰ کے کلام کی سطح اور شان سے واقف ہوں اور یہ معلوم ہو کہ اس کلام کا ایک ایک لفظ کتنی، گہرائی رکھتا ہے، اور کتنی بلندی رکھتی ہے، اور اس کی کتنی اہمیت اور قدر و قیمت ہے تو کانپ جائیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "

"إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔" "إِنَّمَا" کلمہ حصر ہے یعنی اس کے سوا کچھ نہیں، اللہ سے وہی ڈرتے ہیں، اللہ سے وہی ڈر سکتے ہیں وہی ڈریں گے جو علم رکھنے والے ہیں۔ اردو زبان میں علماء سے مولوی صاحبان مدارس کے فضلاء۔ اللہ تعالیٰ ان کی تعداد میں

اضافہ کرے، اور ان کے علم سے فائدہ پہونچائے۔ مراد لئے جاتے ہیں۔
لیکن کلامِ الٰہی اور کلامِ نبوت میں ان کا علم محدود نہیں ہے۔ ”العلماء“ جب کہیں گے تو ہمارے سامنے بڑے بڑے علماء آئیں گے حکیم الاسلام حضرت تھانوی کا نام آئے گا، حضرت مدنی کا نام آئے گا، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کا نام آئے گا، مولانا سید سلیمان ندوی کا نام آئے گا۔ ”العلماء“ کے معنیٰ ہیں۔ جاننے والے کے جب اللہ نے یہ فرمایا کہ اللہ سے علما ڈریں گے اللہ سے وہی ڈر سکتے ہیں جو علم رکھتے ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ دین جو ہم کو اسلام کے نام سے ملا ہے یہ علم سے جڑا ہوا ہے اس کا علم کیساتھ ایسا رشتہ ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا، علم اسلام کا ایک ضروری اور بنیادی عنصر ہے، اس میں صحیح عقائد کا علم ہو جائے، فرائض کا علم ہو جائے اللہ تعالیٰ کی ضروری تعلیمات کا علم ہو جائے، کیا چیزیں اس کے منشا و فرمان کا علم ہو جائے، کیا چیزیں ہم پر فرض اور واجب ہیں، کیا اسلام ہے اور کیا کفر ہے اس کا فرق معلوم ہو، توحید اور شرک کا فرق معلوم ہو، بدعت و سنّت کا فرق معلوم ہو، طاعت اور معصیت کا فرق معلوم ہو، حرام و حلال کا فرق معلوم ہو، جائز و ناجائز کا فرق معلوم ہو، اللہ تعالیٰ کی مرضیات اور نامرضیات کا فرق معلوم ہو۔

وہ علم جو اسلام کے لئے ضروری ہے وہ مواعظ کے ذریعہ، صحبت کے ذریعہ، تبلیغی جماعت میں شامل ہو کر، یا کوئی اور ایسا ماحول اور صحبت اختیار کر کے ضروری علم حاصل کرے، علم کے وسائل بہت ہیں اور الحمد للہ آسان

ہو گئے ہیں اور مدرسوں کی وجہ سے اور بھی سہولتیں پیدا ہو گئیں ہیں کتابوں کی کثرت ہے مدارس کا فیض عام ہے، یہ مدارس کوئی معمولی چیز نہیں ہیں. اللہ تعالیٰ ان کو قائم رکھے، ان کی وجہ سے ہندوستان کی ملّت اسلامیہ اپنی خصوصیات کی وجہ سے باقی ہے آزادی سے قبل کا زمانہ مجھے یاد ہے جب انگریزوں کا اقتدار شباب پر تھا اس وقت خلیفہ شجاع الدین نے ایک رسالہ میں مضمون لکھا کہ اب ان مدرسوں کی کیا ضرورت ہے اب زمانہ بدل گیا، ہے ان مدرسوں کو اسکولوں میں تبدیل کر دینا چاہیئے اور وہاں انگریزی زبان پڑھائی جائے، اور سائنس کی تعلیم دی جائے۔ جیسا کہ آج کل بعض لوگ مطالبہ کرتے ہیں، علامہ اقبال نے کیمبرج اور جرمنی سے قانون، اقتصاد اور فلسفہ میں ڈاکٹریٹ کیا تھا، انہوں نے اس کا جواب دیا کہ خدا کے لئے تم یہ نہ کہو اگر دینی مدارس نہ رہے تو ہندوستان اسپین بن جائے گا، اسپین میں کیسے کیسے ولی اللہ مدفون ہیں، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی وہاں مدفون ہیں. فقہ مالکی میں ایک اصولی مسئلہ ہے کہ ان کے ہاں اہل مدینہ کا عمل حجت ہے اس میں کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے ویسے ایک زمانہ میں یہ مسئلہ بن گیا تھا کہ عملِ قرطبہ حجت ہے، وہاں علماء کے فیض اور عربی علوم کے اثر سے اور محققین کے پیدا ہونے سے اور گھر گھر عالموں کے ہونے کی وجہ سے ان کی زندگی اسلام کے ڈھانچہ میں ڈھل گئی تھی کہ اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ قرطبہ میں، ایسا ہوتا تھا جس ملک کا ایسا حال ہو وہاں کا عمل حجت ہو اور پوری شمالی افریقہ کی پٹی جو لیبیا اور سوڈان سے شروع ہوتی ہے اور مراقش تک جاتی ہے،

اور پھر اسپین تک جاتی تھی یہ سارے علاقے سونی صد مالکی ہیں ایسا کوئی ملک نہیں جو سو فیصد حنفی ہو، وہ ملک مسلمانوں سے خالی ہو جائے۔

علم ہمارے لیے اس لئے ضروری ہے کہ ہمارا اسلام کے ساتھ وابستہ رہنا اور اسلام پر پورے طور پر چلنا اس کے بغیر ممکن نہیں بلکہ ناممکن ہو سکتا ہے اور کم سے کم (ہمارا ہندوستان) جیسا ملک ہے۔ جس کے چاروں طرف جہالت کی جو فضا ہے اور جو کفر و شرک اور دوسرے مذاہب مثیالوجی (دیومالائی) جو پھیلی ہوئی ہے اور اب آج کل ریڈیو، ٹی وی کے ذریعہ، پریس کے ذریعہ اور تاریخ کے ذریعہ اور ہر طرح سے وہ چیزیں پھیلائی جا رہی ہیں۔ جو کبھی ہندوستان میں تھیں وہ بھی سامنے لائی جا رہی ہیں اس صورت میں دین کی تعلیم کی سخت ضرورت ہے گویا اس وقت اسلام کے باقی رہنے کا دارومدار اس پر ہے کہ آپ کے گھر والوں کو، آپ کے بچّوں کو ضروری دینی معلومات حاصل ہوں، اس کا انتظام ہونا چاہیئے، بار بار کہا اور لکھا ہے کہ بچّوں کی صحت، اور بچّوں کے کپڑے بنوانے، بچّوں کے دوا علاج کرنے، بچّوں کو، بیماریوں سے تحفظ فراہم کرنے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے کہ ان کو اللّٰہ و رسول سے واقف کرائیں اور ان کو کفر و ایمان کا فرق بتائیں، انہیں شرک و توحید کا فرق بتائیں، اور شرک و بت پرستی کا فرق بتائیں، ہماری ماؤں اور بہنوں پر فرض ہے اور گھر کے لوگوں پر فرض ہے کہ ان کے دل میں ان سے گھن پیدا کریں، ایسی گھن جو گندی و پاخانہ، پیشاب سے ہوتی ہے)

جب تک ہماری نئی نسل کے دل میں بت پرستی چاہے وہ کسی قسم کی

بت پرستی ہو اس کائنات میں کسی کو متصرف ماننے، کسی کو کارساز ماننے، کارفرما ماننے، اور اپنی قسمت کا بنانے والا اور بگاڑنے والا جاننے، اس سے جب تک گھن نہ آئے جیسے پاخانہ اور پیشاب اور گندی چیزوں سے ہوتا ہے اس وقت تک اس کے ایمان کا اطمینان نہیں ہے کہ وہ اپنے ایمان پر قائم رہے۔

کفر و شرک سے مسلمانوں کو ایسی نفرت ہونی چاہیئے جیسے آگ میں ڈالے جانے سے نفرت ہو کفر و شرک کی تمام شکلوں سے جب تک اس کے دل میں نفرت نہ ہو، ہندوستان میں جو دیو مالائی چیزیں ہیں اور بت پرستی کی جو چیزیں ہیں اور یہاں کے دیوتاؤں کے بارے میں جو خیالات ہیں اس سے نہ صرف بچا رہے، یہ ایک بڑی نعمت ہے، بلکہ اس سے نفرت ہو، اور اس کے نام سے اس کا ذائقہ خراب ہو جائے، اور اس کے دل و دماغ اور احساسات پر ایسا اثر پڑے جیسے کوئی گندی چیز کھا لی ہو،

بچوں کو دینی تعلیم دینا اور ایسی دینی تعلیم کا انتظام کرنا جس سے اس دین کا ضروری علم حاصل ہو جائے، بلکہ کفر اور شرک سے ایک قسم کی، نفرت، وحشت نہ پیدا ہو اس وقت تک اطمینان نہیں کہ وہ کفر و شرک کا کوئی کام کر گذرے ماں ایسے قصے سنائیں جس سے کفر و شرک کا فرق معلوم ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سنائیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام آذر کے گھر میں پیدا ہوئے جہاں صرف حکومت بت پرستوں کی نہیں بلکہ ان کا معاش بھی اس سے وابستہ تھا یعنی اعتقادی اور اقتصادی دونوں طور سے

بت سازی ان کے گھر میں تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو داعی کبیر بنایا تھا بلکہ موحّد امّت کا بانی بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم سے کفر وشرک کے فرق کو "یَا نَارُ کُونِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا" (اے آگ تو ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا) سے عیاں کر دیا ایسے قصوں، سے ایسے واقعات سے بچّوں میں، گھروں میں اور ماحول میں کفر وشرک کا امتیاز پیدا ہوگا اور اسلام کا صحیح علم حاصل کرنے کی رغبت پیدا ہوگی اسی لئے علم کو اسلام کے ساتھ مربوط رکھا گیا ہے تاکہ مسلمان اسلامی تعلیمات کے ساتھ مسلمان رہے ایمان وعقیدہ کے ساتھ مسلمان رہے۔

(مدرسہ الفلاح اندور میں تقریر فرمائی

بشکریہ: تعمیرِ حیات لکھنؤ

۱۰ر جولائی ۱۹۹۲ء)

القادر پرنٹنگ پریس فون: ۲۲۳-۲۲۴۸